Chapter 47 سورة محمّد Muhammad (PBUH), the prophet

آیات 38

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعۡمَالَہُمۡ ﴿۱﴾

1- جن لوگوں نے کفر کیا یعنی جن لوگوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور وہ (دوسرے انسانوں کو بھی) اللہ کا راستہ اختیار کرنے سے روکتے ہیں (تو وہ یاد رکھیں کہ آخر کار ان کی ساری) کوششیں رائیگاں چلی جائیں گی (اور انسان ان سچائیوں سے انکار نہیں کر سکے گا)۔

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۙ کَفَّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ اَصۡلَحَ بَالَہُمۡ ﴿۲﴾

2- اور (ان کے برعکس) جو لوگ ایمان لے آئے یعنی جو لوگ نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی حالت میں داخل ہو گئے اور سنورنے سنوارنے کے لئے کوششیں کرتے رہے اور جو کچھ مُحمّد پر نازل کیا گیا اسے حقیقی طور پر تسلیم کر لیا (تو نتیجہ یہ ہوگا کہ) ان کی بُرائیاں دُور کر دی جائیں گی اور ان کی حالتیں سنوار دی جائیں گی کیونکہ جو کچھ تمہارے نشوونما دینے والے (کی طرف سے نازل کیا گیا) وہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے (اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ تمہاری نشوونما کے لئے کیا کچھ ضروری ہے)۔

(نوٹ: حضرت محمدؐ حضرت ابراہیمؑ سے تقریباً 2567 سال بعد عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے اور اسی شہر میں انسانیت کا مرکزی مقام کعبہ بھی ہے۔ آپ کی پیدائش 22 اپریل 571ء کو ہوئی۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ چنانچہ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تمام عمر کسی انسان نے انہیں کسی قسم کی تعلیم سے بہرہ مند کیا ہو یا انہوں نے کسی سے کچھ سیکھا ہو۔ اس لئے انہیں اُمی کہا جاتا ہے۔ بارہ برس کی عمر میں آپ نے اپنے چچا ابُو طالب کے ہمراہ شام تک کا تجارتی سفر کیا کیونکہ وہ ہی ان کی کفالت کیا کرتے تھے۔ اس تجارتی سفر میں شہر بُصریٰ میں بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی۔ وہیں پہ بحیرہ نے پیش گوئی کی تھی کہ محمدؐ نبی ہیں۔ اور یہ بشارت قرآن کی آیت 61/6 کے مطابق حضرت عیسیٰؑ دے چکے تھے جو یوں ہے کہ: ”اور عیسیٰ ابن مریم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ یقیناً میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس رسول کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا“۔ قرآن میں آپ

کے دو نام بتائے گئے ہیں: آیت 61/6 میں آپ کا نام احمدؐ دیا گیا ہے اور آیت 47/2 میں محمدؐ دیا گیا ہے۔ دونوں الفاظ کا مادہ (ح۔م۔د) ہے۔ احمدؐ کا مطلب ہے اللہ کی بہت زیادہ تحسین وستائش کرنے والا اور محمدؐ کا مطلب ہے "وہ جو ایسی صفات کا مالک ہو کہ اس کی بکثرت یکے بعد دیگرے آفرین وستائش کی جائے"۔ محققین کی رائے کے مطابق آیت 5/15 میں محمدؐ کو نور کہا گیا ہے اور آیت 14/1 کے مطابق قرآن کو نُور کہا گیا ہے یعنی "زندگی اور صلاحیتوں کی نشوونما کے لئے تعمیری قوتیں فراہم کرنے والے۔ چنانچہ نور اسے کہتے ہیں جو خود بھی واضح اور ظاہر ہو اور دوسری چیزوں کو بھی روشن اور واضح کر دے۔ البتہ قرآن میں محمدؐ کے بہت سے صفاتی نام بھی دیے گئے ہیں۔ قرآن میں آیت 33/40 میں محمدؐ کو اللہ کے رسول اور خاتم النبین یعنی نبیوں میں آخری نبی کہا گیا ہے یعنی محمدؐ کے بعد اللہ کی جانب سے کوئی نبی نازل نہیں ہوگا۔ کئی غیر مسلم محققین کی رائے کے مطابق ساری انسانی تاریخ میں کوئی ایسا انسان دکھائی نہیں دیتا جس نے قرآن جیسا مکمل ضابطۂ آئین وہدایت وسچائیوں ومستقل اقدار کا مجموعہ پیش کیا ہو اور ساتھ ہی محمدؐ جیسی سیرت کا بھی مالک ہو اسی لئے محمدؐ کو ساری انسانیت میں وہ سب سے بلند ترین پہلا نمبر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس لئے محمدؐ آخری نبی ہیں۔ محمدؐ کے بنیادی کارناموں میں ایک یہ ہے کہ انہوں نے آیت 3/79 کے مطابق انسان کو مکمل آزادی سے آگاہ کیا جس میں کوئی انسان کسی انسان کو غلام یا لونڈی وکنیز بنا کر نہیں رکھ سکتا اور کوئی قوم کسی دوسری قوم کو غلام بنا کر نہیں رکھ سکتی یہاں تک کہ خود محمدؐ رسول وآخری نبی کی حیثیت سے بھی کسی کو غلام وکنیز بنا کر نہیں رکھ سکتے کیونکہ اس آیت میں حکم یوں ہے کہ "کسی بشر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اللہ اسے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے یہ کہنے لگ جائے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے غلام بن جاؤ۔۔۔" بہرحال، محققین کی یہ بھی رائے ہے کہ محمدؐ نے عالمِ انسانیت میں جو انقلاب برپا کیا وہ سماجی، سیاسی، روحانی، معاشی، سائنسی، اخلاقی، نفسیاتی اور معاشرتی حقائق واقدار کی بنیادیں فراہم کرنے والا تھا۔ اور اس کے بعد آنے والے انقلابات ونظریات یا تو اسی انقلاب سے اخذ کی گئی تفسیریں ہیں یا بعض اسی کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔ محققین کی یہ بھی رائے ہے کہ محمدؐ کے انقلاب کے بعد ہی انسان نے انتہائی تیزی سے زمان ومکان کے حقائق جاننے اور آسمانوں تک کے دروازوں میں داخل ہو گیا، 7/40۔ بہرحال، محمدؐ نے اپنے پیروکاروں کے لئے جنہیں مسلمان یا اہلِ ایمان کہا جاتا ہے ان میں مردوں اور عورتوں کے لئے بھی علم وتربیت وبصیرت حاصل کرنے کا کڑا پیمانہ اور حکم مقرر کر دیا جو یوں ہے کہ "تم دوسروں کے مشوروں کے محتاج مت بنو بلکہ خود صاحبِ رائے اور پختہ ارادہ کرنے والے بنو" ظاہر ہے کہ صاحبِ رائے اور صاحبِ ارادہ وہی ہو سکتا ہے جس میں کوئی تعصب نہ ہو اور اسے اپنے وقت کے بھی تمام عُلوم پر دسترس حاصل ہو اور ارادے کے لئے اخلاقی، روحانی ونفسیاتی وجسمانی صحت وتوانائی وپاکیزگی حاصل ہو۔ بہرحال، محمدؐ کی جدوجہد جگر پاش مشقتوں ومصیبتوں سے لبریز ہے۔ محققین کی رائے ہے کہ معراج کا واقعۂ 622ء میں مکہ میں پیش آیا اور اللہ نے محمدؐ کو جسمانی وروحانی طور پر عالمِ بالا کا سفر کرایا اور انہیں ایسے حقائق سے آگاہ کیا جو انسان کی دسترس سے باہر ہیں۔ ہجرت کا واقعۂ 12 ستمبر 622ء میں ہوا جس میں محمدؐ مکہ سے مدینہ چلے گئے تاکہ نازل کردہ دین یعنی نظامِ زندگی کے قیام واستحکام کے لئے محفوظ طور پر جدوجہد جاری رکھی جا سکے۔ اور 17 رمضان 624ء کو تاریخ ساز معرکۂ بدر پیش آیا۔ کہا جاتا ہے کہ محمدؐ نے کُل 84 لڑائیاں یا جنگیں لڑیں جن میں

26 میں بذاتِ خود شامل تھے جس کی وجہ سے وہ غزوات کہلاتے ہیں باقی لڑائیوں میں خود شامل نہیں تھے مگر وہ آپ کی حکمتِ عملی کے تحت لڑی گئیں اور وہ سرایا کہلاتی ہیں۔ 10 رمضان 630ء کو مکہ فتح ہوا اور فاتح کی حیثیت سے جو انہوں نے ضابطۂ ہدایت و قوانین جاری کیا وہ آئیندہ فاتحین کے پہلے ''منشورِ فتح'' کے طور پر تسلیم کیا جانے لگا۔ محمدؐ کے کارناموں میں ایک اور کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے حکمرانی کو قرآن کی آیت 27/62 کے مطابق خاندان وقبیلہ کی میراث سے غیر منسلک کر کے انسانی اقدار و مقاصد سے منسلک کر دیا کیونکہ آیت کا ترجمہ یوں ہے کہ ''یہ وہی ہے جو بے قراروں کی التجائیں قبول کر کے ان کی مصیبتیں دُور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں خلافتیں یعنی حکمرانیاں عطا کرتا ہے (تا کہ تم بے قراروں کی مصیبتیں دُور کرو)۔ کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے ساری زندگی میں صرف ایک ہی حج کیا اور وہ 10 ہجری 632ء میں کیا جو ان کا آخری حج یعنی حجۃ الوداع کہلایا اور اس میں جو انہوں نے خطبہ دیا وہ انسانیت کے لئے منشورِ اعظم کہلایا۔ 12 جون 632ء بروز سوموار کو انسانیت کو خوف وشرک سے پاک کر کے ان کے لئے بے باک مسرتوں اور سرفرازیوں وخوشحالیوں کے لئے کامیاب جدوجہد کرنے والے یہ آخری نبی محمدؐ جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ رحلت کے وقت آپؐ کے ہونٹوں پر جو الفاظ تھے وہ یوں تھے کہ ''اللھم الرفیق الاعلیٰ '' یعنی ''اب مجھے صرف اللہ کی رفاقت درکار ہے جو سب سے برتر ہے'' آپ مدینہ میں ہی اپنے حجرہ میں دفن کیے گئے اور وہیں پہ آپ کا روضۂ مبارک ہے)۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝۳

3- اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کا انکار کرتے ہیں اور باطل کی پیروی کرتے ہیں یعنی غلط راستوں پر چلتے رہتے ہیں (تو آخرِ کار ان کا برباد ہونا لازم ہو جاتا ہے)۔ اور یہ کہ (ان کے برعکس) وہ لوگ (جو انکار کی بجائے) اپنے نشو ونما دینے والے کی طرف سے دیے گئے سچائی (کے نظام) کی پیروی کرتے رہتے ہیں (تو آخرِ کار ان کا سنور جانا لازم ہو جاتا ہے)۔ بہر حال، اس طرح اللہ انسانوں سے ان کی ہی مثالیں بیان کرتا ہے (تا کہ وہ سنور جائیں اور باطل کی بجائے درست راستے اختیار کیے رکھیں)۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڑ ذٰلِكَ ړ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴

4- (مگر جب نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کا انکار کرنے والوں کی مخالفت اس درجہ بڑھ جائے کہ تصادم وجنگ ناگزیر ہو جائے تو) پھر جب تمہارا مقابلہ ایسے کافروں سے ہو جائے تو ان کی گردنیں اڑا دو یعنی انہیں قتل کر دو یہاں تک کہ جب خوب خوں ریزی کر چکو (یعنی جب ان کی قوت ٹوٹ جائے اور جو قیدی بن جائیں) تو ان کی قید مضبوط کر لو۔ پھر

وقفیسیٹہ بقولہ ذالک ط ولکن حسن اتصالہ بما قبلہ ویوقف علی ذلک ط

اس کے بعد (جیسے حالات کا تقاضا ہو، اس کے مطابق) یا تو احسان کر کے (بغیر کوئی فدیہ یعنی معاوضہ لیے انہیں رہا کر دو) یا فدیہ لے کر رہا کر دو (یعنی معاوضہ لے کر یا اپنے قیدیوں کے مبادلہ کے طور پر رہا کرنے کا معاملہ طے کر لیا جائے) یہاں تک کہ خود لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے (یعنی ہر طرح کا امن وامان ہو جائے)۔ یہ (بھی یاد رکھو) کہ اگر اللہ مناسب سمجھتا تو (ان مخالفین کو) اور طرح سے بھی سزا دے سکتا تھا۔ لیکن وہ (اس طرح اس لئے کرنا چاہتا ہے) تا کہ تمہیں ایک دوسرے کے ذریعے آزمائے (کہ تم میں زندہ رہنے، اور دشمن کا مقابلہ کرنے کی کس قدر صلاحیت موجود ہے)۔ اور (باقی رہے) وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں مارے گئے (یعنی اللہ کے احکام وقوانین وسچائیوں کی سربلندی کی خاطر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے) تو ان کے یہ اعمال ہرگز ضائع نہیں کیے جائیں گے (انہیں ان کا اجر مل کر رہے گا)۔

(نـــوٹ: محمدؐ سے پہلے، جنگ کے قیدیوں کو غلام اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنالیا جاتا تھا۔ قرآن نے یہ حکم دے کر غلامی کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا)۔

سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝٥

5- (اور پھر) وہ وقت دُور نہیں رہتا کہ جب اللہ (ایسی قوم) کی رہنمائی (ایسی منزل کی طرف کر دیتا ہے جو اطمینان اور مسرتوں سے لبریز ہوتی ہے) اور ان کی حالت سنور جاتی ہے۔

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝٦

6- اور انہیں جنتوں میں داخل کر دیا جائے گا۔ (ایسی جنتیں) جس کا تعارف (اس قرآن کے ذریعے پہلے ہی) انہیں کرایا جا چکا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝٧

7- (ان حقیقتوں کی روشنی میں) اے اہلِ ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (یعنی اللہ کے نازل کردہ نظامِ زندگی کو قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرو گے) تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝٨

8- اور (تمہاری اس ثابت قدمی کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ) وہ لوگ جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کرتے آ رہے ہیں تو وہ تباہ ہو کر رہ جائیں گے اور ان کی کوششیں رائیگاں کر دی جائیں گی۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝٩

9- اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی طرف سے نازل کردہ (سچائیوں اور احکام وقوانین کو) ناپسند کیا اس لئے ان

کے کام ضائع کر دیے گئے۔

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾

10-(یہ وہ اٹل اصول ہے جس کی شہادت گزری ہوئی قوموں کی سرگزشت سے مل سکتی ہے۔ لہٰذا، اللہ کے نظام کا انکار کرنے والوں سے پوچھو کہ) کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ تا کہ وہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا انجام کیسا ہوا! اللہ نے ان پر تباہی ڈال دی۔ جو لوگ نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین سے انکار کیے رکھتے ہیں تو وہ اللہ اسی طرح کی ان پر (کئی تباہیاں ڈالے رکھتا ہے)۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿١١﴾

ع 1 11 5

11-یہ اس لئے کہ اللہ ان کا کارساز ہوتا ہے جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر لیتے ہیں اور جو انہیں تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں تو ان کے لئے کوئی کارساز نہیں ہوتا۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿١٢﴾

12-اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ اہلِ ایمان کو جو کہ سنورنے سنوارنے کے لئے کوشش کرتے رہے، ان کو ایسی جنتوں میں داخل کر دے گا جن کے نیچے ندیاں رواں ہوں گی۔ لیکن جو کافر ہیں (اور صرف دنیا کی زندگی کے لئے ہی) فائدے اٹھانے والے ہیں (تو ان کی زندگی اور حیوانات کی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہوتا) کیونکہ وہ انہی حیوانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ لہٰذا، ان کے لئے آگ ہی ٹھکانہ ہے (یعنی وہ دوزخ میں داخل کر دیے جائیں گے)۔

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾

13-اور (اس قسم کی حیوانی سطح پر زندگی بسر کرنے والی) کتنی ہی بستیاں ایسی تھیں (جن کے باشندے وسائل و اقتدار کی) قوت میں (اے رسولؐ) تمہاری اس بستی (مکہ کہ جہاں سے) تمہیں نکال دیا گیا ہے، کہیں زیادہ زور آور تھے۔ مگر ہم نے انہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اور پھر ان کے لئے کوئی بھی مدد کرنے والا نہیں تھا۔

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم ﴿١٤﴾

14-لہٰذا (اے نوعِ انسان، سوچو اور غور کرو کہ) کیا ایک وہ جو اپنے رب کے بتلائے گئے روشن راستے (پر چلا جا رہا ہو) وہ اس کی طرح ہو سکتا ہے جس کے بُرے کاموں کو اس کے لئے خوشنما بنا دیا گیا ہو اور وہ اپنی خواہشات کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا ہو۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

15-(یہ تو رہی روشن راستے کی مثال۔ اب اُن کی منزل کی طرف آؤ۔ یعنی جس) جنت کا وعدہ ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو تباہ کُن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین سے چمٹے رہتے ہیں تو اس (جنت) کی مثال یوں سمجھو کہ اس میں ایسے شفاف وشیریں پانیوں کی ندیاں رواں ہیں جس میں کبھی خرابی پیدا نہیں ہوتی اور اس میں ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ نہیں بدلتا یعنی وہ خراب نہیں ہوتا۔ اور ایسی نہریں ہونگی جو پینے والوں کو لذیذ خمار سے (آشنا کریں گی) اور صاف و شفاف شہد کی نہریں ہونگی۔ اور اس میں ان کے لئے ہر طرح کے پھل ہونگے۔ اور وہ اپنے رب کی حفاظت میں ہونگے (جس کی وجہ سے وہ ہر خوف اور ہر خطرے سے محفوظ ہونگے۔ اب ذرا سوچو اور غور کرو کہ کیا اس طرح کا جنتی انسان) اس کی طرح ہوسکتا ہے جو ہمیشہ (دوزخ کی) آگ میں رہنے والا ہو اور جس میں ایسے لوگوں کو ایسا کھولتا ہوا پانی پلایا جایا گا جو اُن کی آنتوں کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا (اب بتلاؤ کہ کیا اِن دونوں کی حالت کبھی یکساں ہوسکتی ہے)۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَا ذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ اتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾

16- بہر حال (اللہ کے نظام کی مخالفت کرنے والوں میں اے رسولؐ! کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو تمہاری مجلس کے لوگوں میں آ کر بیٹھتے ہیں اور ایسا نظر آتا ہے کہ) اِن میں سے وہ تمہاری (باتیں بڑے غور وخوض سے) سُن رہے ہیں مگر جب وہ تمہارے پاس سے (اٹھ کر) باہر نکل جاتے ہیں تو اُن لوگوں سے جنہیں علم دیا گیا ہوا ہے ان سے پوچھتے ہیں! کہ اِس نے (یعنی محمدؐ نے) ابھی کیا کہا ہے؟ (حالانکہ وہ سب کچھ جان رہے ہوتے ہیں کہ محمدؐ نے کیا کہا ہے۔ چنانچہ) یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ مہر لگا دیتا ہے (یعنی اُن کی دانش اور احساسات اللہ کے قوانین کے ہاتھوں مفلوج ہو جاتے ہیں) کیونکہ وہ اپنی خواہشات کی ہی پیروی کر رہے ہوتے ہیں۔

وَ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾

17- اور (اِن کے برعکس) وہ لوگ جو درست منزل کے لئے رہنمائی حاصل کرتے ہیں تو (اللہ اُن کی) ہدایت میں اضافہ کر کے انہیں بُرے نتائج سے بچنے کے لئے نازل کردہ احکام وقوانین (کے مطابق زندگی بسر کرنے کی صلاحیت) عطا کر دیتا ہے۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾

18- بہر حال (اللہ کے نظام سے انکار کر کے اس کی مخالفت کرنے والے، اپنی مخالفت میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں) کہ پھر یہ لوگ صرف قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ اُن پر اچانک آ پہنچے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اِس کی (ابتدائی) علامات تو نمودار ہو چکی ہیں۔ لیکن جب وہ خود آ جائے گی تو ان کے پاس سبق آموز آگاہی حاصل کرنے کا کونسا موقع رہ جائے گا؟

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾

19- لہٰذا (اے نوعِ انسان) جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش اور اطاعت نہیں کی جا سکتی (یعنی صرف اللہ کے احکام و قوانین ہی اختیار کیے جا سکتے ہیں)۔ چنانچہ (اے رسولؐ! تمہارے مخالفین جو) تمہارے لئے اور اہلِ ایمان مردوں و عورتوں کے لئے تہمتیں تراشتے اور بہتان باندھتے ہیں (تو ان سے غمگین ہونے کی ضرورت نہیں، بلکہ تم) اللہ سے حفاظت طلب کرو۔ اور اللہ کو تو تمہاری ہر نقل و حرکت اور رہنے سہنے کے مقام تک کا علم ہے (اس لیے مخالفت کی کسی بات سے بھی افسردہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں)۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾

20- اور (اللہ کے نظام کا انکار کر کے مخالفت کرنے والوں کی مخالفت حد درجہ بڑھنے کے باوجود اہلِ ایمان کو اُس وقت تک جہاد کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے) وہ لوگ جو ایمان والے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ (اے رسولؐ! جہاد کے حکم سے متعلق) کوئی سورۃ کیوں نہیں نازل ہوتی؟ پھر جب اٹل (احکام و قوانین لیے ہوئے) سورۃ نازل کر دی گئی جس میں جنگ و قتال کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں (منافقت) کا مرض تھا وہ تمہاری طرف اِس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے وہ شخص دیکھتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو رہی ہو۔ لہٰذا، یہ ہیں جو اپنی خرابی میں مبتلا ہیں۔

طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۟ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۟ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾

21- (حالانکہ جب جہاد کے بارے میں اٹل احکام نازل ہو گئے تھے تو ان کی زبان پر بے ساختہ آ جانا چاہیے تھا کہ ہم) اطاعت کے لئے (ہر وقت تیار ہیں)۔ اور انہیں (اِن احکام کے بارے میں) بہترین گفتگو کرنی چاہیے تھی۔ پھر جب (جنگ کے بارے میں) معاملات کی (حکمتِ عملی طے ہو کر) پختہ ہو جاتی تو (جنگ میں شریک ہو کر اپنے ایمان کے دعوے کو) اللہ کے سامنے سچ کر دکھاتے۔ (اگر وہ ایسا کرتے) تو پھر یہ ان کے لئے ہی خوشگواری و سرفرازی کا باعث بنتا

(یہ تھی وہ مناسب روش جو انہیں اختیار کرنی چاہیے تھی! لیکن ان کے دل کا مرض یعنی منافقت اور جھوٹ انہیں ایسی روش اختیار کرنے سے روکتا رہتا ہے)۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾

22- لہٰذا (اِن سے کہو کہ) اگر تم (اس وقت اپنے عہد) سے پھر گئے (تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کفار کے ساتھ مل کر) تم بھی زمین میں امن واطمینان تباہ کر کے زندگی کے حسن وتوازن کو بگاڑتے پھرو گے۔ اور کمال حاصل کرنے کے لئے مددو رہنمائی کے تمہارے (آپس میں جو) رشتے قائم ہوئے ہیں تو انہیں تم توڑتے چلے جاؤ گے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾

23- (کس قدر افسوس ناک اِن کی حالت ہے کہ جہاد کا حکم آجانے کے بعد اِن لوگوں نے اُسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ) یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنی محبت کی سعادت سے محروم کر دیا (حالانکہ یہی سعادت انہیں جہاد میں شریک ہونے سے حاصل ہوسکتی تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ) پھر انہیں بہرہ کر دیا گیا (یعنی سچائیوں کی آواز ان کے کانوں میں پڑتی ہے مگر وہ اسے اَن سُنا کر دیتے ہیں) اور اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا گیا (یعنی حقائق اُن کے سامنے ہوتے ہیں مگر وہ انہیں دیکھ نہیں سکتے)۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾

24- یہ لوگ قرآن پر غور وتدبر کیوں نہیں کرتے؟ اور کیوں اِن کے دلوں پر ایسے تالے پڑ گئے ہیں (کہ اِن میں عقل و بصیرت کی کوئی بات جاتی ہی نہیں)۔

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٥﴾

25- حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ (قرآن کی) رہنمائی واضح طور پر سامنے آجانے کے بعد اپنی پشت پھیر کر یوں پلٹ جاتے ہیں (تو اُس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ) شیطان (اُن کی خواہشات اور مفادات کو) اُن کے لئے آراستہ وخوشنما کر کے دِکھاتا رہتا ہے اور (فریب دینے والی اُمیدوں کا سلسلہ) اُن کے لئے دراز کیے رکھتا ہے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾

26- یہ اس لئے کہ انہوں نے اُن لوگوں سے کہا جو اللہ کی نازل کردہ (صداقتوں) کو ناپسند کرتے تھے کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری (بات) مانا کریں گے۔ لیکن (ایسے لوگوں سے کہہ دو کہ) اللہ تمہارے خفیہ منصوبوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾

27-(اس وقت تو یہ لوگ اس قسم کی سازشیں کر کے بہت خوش ہوتے ہیں) لیکن اُس وقت اِن کی حالت کیا ہوگی جب فرشتے اِن پر موت (اِس حال میں طاری کریں گے کہ) اِن کے چہروں اور اِن کی پیٹھوں پر مارتے ہوئے (انہیں لے جائیں گے)۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ ع 3/9/7

28-یہ اِس لئے ہوگا کہ یہ لوگ اُن کے پیچھے پیچھے چلتے رہے جنہوں نے (غلط راستوں پر چل کر) اللہ کو ناراض کر رکھا تھا۔ اور اللہ کی مرضی کے مطابق (جو راستے تھے) وہ انہیں ناپسند کرتے رہے۔ (نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ نے اُن کے سارے کے سارے اعمال ضائع کر دیے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾

29-جن لوگوں کے دلوں میں (جھوٹ اور منافقت) کی بیماری ہے کیا وہ یہ خیال کیے بیٹھے ہیں کہ اللہ اُن کے دلوں میں چھپے ہوئے کینے کو ظاہر نہیں کرے گا (اور یہ ہمیشہ جھوٹ اور منافقت کے نقاب میں چھپ کر زندگی بسر کرتے رہیں گے؟)

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾

30-اور اگر ہم چاہیں تو اُن لوگوں کو (ایک ایک کر کے) تمہارے سامنے لے آئیں پھر تم اُن کے چہروں سے ہی اُن کی شناخت کر لو گے۔ اور بلاشبہ تم اُن کی طرزِ گفتگو سے بھی انہیں پہچان لو گے (لیکن اللہ کی رہنمائی سب کے لئے ہے تاکہ اِن میں بھی جو سنورنے والے ہیں وہ سنور جائیں اور اُن کا پردہ رہ جائے) کیونکہ اللہ تو وہ ہے جو تمہارے سارے کے سارے اعمال کا علم رکھتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾

31-چنانچہ (اے وہ لوگو! کہ یہ جو تمہارا دعویٰ ہے کہ تم ایمان والے ہو تو تمہیں یاد رکھنا ہوگا کہ) ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے۔ اور یہاں تک (آزمائیں گے کہ) تمہاری حالت سامنے آجائے گی کہ تم میں سے مجاہدین کون ہیں اور کس حد تک ڈٹ جانے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ اور اِس طرح ہم تمہارے احوال و کوائف کو پوری طرح جانچ لیں گے (اور یوں جھوٹ بولنے والے اور دِلوں میں منافقت کا مرض رکھنے والے خود بخود سامنے آجائیں گے)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾

32-(بہرحال) حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے (کفر کیا اور وہ دوسروں کو بھی اللہ کے راستے پر آنے سے روکتے رہے اور وہ رسولؐ کی بدستور مخالفت کرتے رہے (خاص کر) اس کے بعد کہ جب صحیح راستہ اُن کے سامنے نکھر کر آ چکا تھا (تو اُن سے کہہ دو کہ) وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ زیادہ وقت دُور نہیں کہ وہ اِن کی ساری کی ساری (مخالفانہ) جدوجہد کو بے نتیجہ کر کے رکھ دے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾

33-(اسی لئے) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تو اللہ کی اطاعت کرو (یعنی اللہ کے نازل کردہ نظام کو اختیار کر لو) اور رسول کی اطاعت کرو (یعنی اللہ کے اس نظام کی پیروی کرو جسے رسولؐ نے عملی شکل دی) اور (کوئی ایسا قدم نہ اٹھاؤ) جس سے تمہارا کیا کرایا ضائع چلا جائے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾

34-اور یہ بھی حقیت ہے کہ جن لوگوں نے کفر کیا اور دوسروں کو بھی اللہ کے راستے پر آنے سے روکتے رہے اور پھر وہ اِسی حالتِ کفر میں مر گئے تو پھر اللہ انہیں قطعئی طور پر اپنی حفاظت میں نہیں لے گا (جس کی وجہ سے وہ اپنے اعمال کے تباہ کن نتائج سے محفوظ نہیں ہو سکیں گے)۔

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾

35-لہٰذا (اے اہلِ ایمان! اب جو ان مخالفین کے ساتھ جہاد کی نوبت آ گئی ہے تو ایسا نہ ہو کہ تم اِن منافقین کی اس قسم کی حرکات سے مایوس ہو کر اپنی جدوجہد میں) سست ہو جاؤ (یا اس خیال سے کہ تم کمزور ہو، ان سے دب کر) صُلح کی درخواست کرو۔ (تم یقین رکھو کہ) تم ہی اُن پر غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہاری کوششوں (کے بہترین نتائج) میں ہرگز کمی نہیں کرے گا۔

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔــلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾

36-(اور اے اہلِ ایمان! مخالفین کے لئے یہ آگاہی جاری رکھو کہ) اصل یہ ہے کہ یہ جو دنیا کی زندگی ہے یہ تو صرف ایک کھیل تماشا ہے۔ اِس لئے اگر تم ایمان لے آؤ اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین سے چمٹ جاؤ تو وہ تمہیں ضرور اس کا صلہ دے گا اور (اس کے بدلے میں) تم سے تمہارا مال طلب نہیں کیا جائے گا۔

اِنْ يَّسْـَٔــلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾

37- لیکن اگر وہ تم سے تمہارے مال مانگ لے اور سب کے سب تم سے طلب کر لے تو تم کنجوسی پر اُتر آؤ گے اور اِس طرح تمہارا کھوٹ ظاہر ہو کر رہ جائے گا۔

هَآاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

ع 4 10 8

38- لیکن تم میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب اُنہیں دعوت دی جاتی ہے! کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو یعنی اللہ کے نظام کے قیام کے لئے اپنا مال کھلا رکھیں تو وہ بخل یعنی انتہائی کنجوسی پر اتر آتے ہیں حالانکہ جو شخص اس معاملہ میں بُخل سے کام لیتا ہے تو وہ بُخل خود اس کی اپنی ذات کے خلاف جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تو خود دینے والا ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہے بلکہ تم اس کے محتاج ہو۔ چنانچہ اگر تم (اللہ کے نظام) سے منہ موڑ لو گے تو وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئے گا جو تمہارے جیسی نہیں ہوگی (اور وہ تم سے بہتر نظامِ زندگی لئے ہوئے ہوگی اور تم سے زیادہ طاقت ور ہوگی)۔

نبیؐ پر صلوٰۃ

(یہ نوٹ صفحہ 904 کے نوٹ 33/56 کا تسلسل ہے)

بہرحال! سورۃ 33 آیت 56 میں اللہ نے خصوصی طور سے اہل ایمان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انتہائی محبت و تعظیم پیش کرتے رہنے کا حکم صادر کر دیا ہے۔ لہٰذا! اِس حوالے سے کم از کم تین پہلوؤں سے نبیؐ کے لئے یہ انتہائی محبت و تعظیم پیش کی جاسکتی ہے:

احساس:۔ ذہن، دل، روح میں آخری نبیؐ کے لئے محبت و تعظیم کا احساس پیدا کیا جائے یا جب بھی یہ احساس اُبھرے اُس احساس کو اُن کے لئے انتہائی محبت و تعظیم سے لبریز کر دیا جائے۔

اظہار:۔ اُن کے لئے انتہائی محبت و تعظیم کا اظہار جیسے بھی جن الفاظ میں بھی ممکن ہو کیا جائے۔ مفسرین نے احادیث مبارکہ کے حوالے سے اور تواتر کے لحاظ سے مختلف ناموں سے دُرود بتلائے ہیں جن کا پڑھنا بابرکت کہا گیا ہے۔ درود کا اپنا مطلب بھی انتہائی محبت و تعظیم کے احساس سے ذکر کرنا، ثنا کرنا، تعریف کرنا ہیں۔ البتہ لفظ درود بذاتِ خود قرآن میں نہیں ہے مگر یہ صلوٰۃ کے مطلب کے طور پر اخذ کیا گیا ہے۔ ویسے صلوٰۃ کا تفصیلاً مطلب صفحہ 105 پر دے دیا گیا ہے۔

عمل:۔ اِس کا تیسرا پہلو یہ ہے جو کہ آیت 56:33 کے اگلے الفاظ ہیں کہ محمدؐ کے سچے فرماں بردار بن جاؤ یعنی جو کچھ اُن پر نازل ہوا یعنی قرآن تو اُسے نبی کے طریقوں و سلیقوں کی راہنمائی کے مطابق اختیار کیا جائے تاکہ ایسا کرنے والے پر اللہ کی طرف سے سلامتی و حفاظت طاری ہو جائے۔ لہٰذا، نبیؐ کو انتہائی محبت و تعظیم دینے والا اگر تیسرے پہلو کو اختیار کرنے سے گریز کرتا رہتا ہے تو وہ اِس آیت کی سچائی کو اختیار کرنے کا دعویدار نہیں ہو سکتا جو کہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی حسین آنکھ ہو مگر اُس میں بینائی نہ ہو)۔